Allama Iqbal Open University AIOU BA AD Solved Assignment NO 1 Autumn 2024

Code 407 Modern Muslim World

Q.1

1. ***1940***

   میں سویت وفاق میں شامل *15* یونین جمہورتیوں میں مسلمان جمہورتیوں کی تعداد کتنی تھی؟

   - **چھ**
2. **ترکوں نے یونان کی آزادی کا تسلیم کیا؟**
   - ***1830***
3. ***1939***

   میں البانیہ پر حملہ کس نے کیا؟

   - **مسولینی**
4. **کس حکمران کے دور میں بخارہ میں روسی فوجوں کا عمل دخل شروع تھا؟**
   - **عبدالاحد**
5. ***15*** **مارچ *2003* میں کون ترکی کا وزیراعظم منتخب ہوا؟**

studyvillas.com

- طیب اردگان

6. 910

میں تاشقند کی آبادی کتنی تھی؟

- دو لاکھ

7. البانیہ میں اسلام کی اشاعت کی ابتدا کس صدی میں ہوئی؟

- تیرہویں

8. سلطنت عثمانیہ کس یورپی انقلاب سے متاثر ہوئی؟

- فرانسیسی

9. پہلی جنگ عظیم میں ترکی نے کس ملک کا ساتھ دیا؟

- جرمنی

10. ترکوں نے استنبول کو کب فتح کیا؟

- ***1453***

studyvillas.com

Q.2

سلطنت عثمانیہ کے زوال میں مغربی اقوام کے کردار پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

Ans;

سلطنت عثمانیہ کے زوال میں مغربی اقوام کے کردار پر تفصیلی نوٹ

سلطنت عثمانیہ کا زوال ایک طویل اور پیچیدہ عمل تھا جو تقریباً ایک صدی تک جاری رہا۔ اس زوال میں مغربی اقوام کا کردار بہت اہم اور فیصلہ کن رہا۔ سلطنت عثمانیہ کا عروج اور اس کا زوال مغربی طاقتوں کے سیاسی، اقتصادی اور فوجی مفادات سے گہرا تعلق رکھتا تھا۔ مغربی طاقتوں کی مداخلت نے سلطنت عثمانیہ کی داخلی اور خارجی سیاست پر گہرے اثرات ڈالے اور بالآخر سلطنت کے زوال کا باعث بنی۔ مغربی اقوام نے عثمانی سلطنت کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھایا اور اس کی زمینوں کو اپنے مفادات کے لیے تقسیم کیا۔

1. سلطنت عثمانیہ کا عروج اور ابتدائی دور

سلطنت عثمانیہ نے 14ویں صدی کے آخر میں ایک نئی طاقت کے طور پر ابھرنا شروع کیا۔ اس کا عروج 16ویں اور 17ویں صدی کے دوران اپنے عہد کے عظیم ترین فوجی، سیاسی اور اقتصادی سلطنتوں میں شمار ہوتا تھا۔ عثمانی سلطنت کے علاقے یورپ، ایشیا اور افریقہ کے وسیع حصوں پر پھیلے ہوئے تھے اور اس کی قیادت نے اسلامی دنیا میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا تھا۔ تاہم، 17ویں صدی کے آخر تک سلطنت عثمانیہ کے اندرونی اور بیرونی مسائل بڑھنا شروع ہوئے، اور یورپی طاقتیں ان مسائل کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنے لگیں۔

2. مغربی اقوام کا عثمانی سلطنت میں مداخلت

سلطنت عثمانیہ کا زوال نہ صرف اس کی داخلی کمزوریوں کی وجہ سے تھا، بلکہ مغربی اقوام کی مداخلت نے اس کے زوال کو تیز کیا۔ مغربی اقوام نے اپنے مفادات کے لیے عثمانی سلطنت کی کمزوریوں کو بڑھاوا دیا۔ مغربی اقوام نے اپنے سیاسی، تجارتی اور فوجی اثرات کو سلطنت عثمانیہ کے اندر پھیلانے کی کوشش کی۔

1. عیسائی اقلیتوں کا مسئلہ:

مغربی اقوام، خاص طور پر برطانیہ، فرانس اور روس، عثمانی سلطنت میں موجود عیسائی اقلیتوں کے حقوق کی بات کرتی رہیں۔ انہوں نے عیسائیوں کو عثمانی سلطنت کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کا دعویٰ کیا، لیکن اس کے بدلے میں ان اقلیتوں کو اپنے سیاسی اثرات بڑھانے کا موقع ملا۔ ان مغربی اقوام نے عثمانی سلطنت کے اندر اپنے مفادات کو تقویت دینے کے لیے عیسائی اقلیتوں کو سیاسی حمایت فراہم کی۔ اس کا سب سے بڑا اثر فلسطین، یونان اور بلقان میں دیکھا گیا۔

2. بالکان جنگیں اور روس کا کردار:

19ویں صدی کے وسط میں بالکان کے علاقے میں عثمانی سلطنت کے خلاف مختلف آزادی کی تحریکیں شروع ہوئیں۔ روس نے ان تحریکوں کی حمایت کی، خاص طور پر بلغاریہ اور سربیا کی آزادی کی تحریکوں میں، تاکہ وہ عثمانی سلطنت کے خلاف اپنی پوزیشن مستحکم کر سکے۔ روس کی حمایت نے بالکان میں عثمانی سلطنت کے اثر و رسوخ کو کم کیا، اور اس کے نتیجے میں سلطنت عثمانیہ کا کنٹرول کمزور پڑ گیا۔

3. فرانس اور برطانیہ کی مداخلت:

برطانیہ اور فرانس کی جانب سے مغربی طور پر سلطنت عثمانیہ کی حمایت کرنے کے باوجود، دونوں ممالک نے ہمیشہ اپنے مفادات کے لیے عثمانی سلطنت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ ان طاقتوں نے مصر، شام اور عراق میں اپنے مفادات کی حفاظت کے لیے عثمانی سلطنت کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی۔ ان کی مداخلت نے سلطنت عثمانیہ کو مزید کمزور کیا۔

3. صنعتی انقلاب اور مغربی اقوام کی طاقت کا پھیلاؤ

مغربی دنیا میں صنعتی انقلاب نے یورپ کی اقتصادی اور فوجی طاقت میں انقلاب برپا کیا۔ یورپ کی ترقی نے عثمانی سلطنت کی قدیم معیشت اور فوجی نظام کو پیچھے چھوڑ دیا۔ مغربی ممالک نے نہ صرف اپنے تجارتی راستوں کو مضبوط کیا، بلکہ انہوں نے

اپنی فوجی طاقت کو بڑھانے کے لیے جدید ہتھیاروں اور تکنیکوں کا استعمال کیا۔ عثمانی سلطنت جو پہلے تک ایک مضبوط فوجی طاقت سمجھی جاتی تھی، اب ان جدید مغربی طاقتوں کے مقابلے میں کمزور نظر آنے لگی۔

4. اولڈریچ کی جنگ اور عثمانی سلطنت کا اضمحلال

*17*ویں صدی کے آخر میں اولڈریچ کی جنگ اور دیگر جنگوں نے عثمانی سلطنت کو داخلی طور پر کمزور کر دیا۔ مغربی طاقتوں نے اس کمزوری کا فائدہ اٹھایا اور سلطنت عثمانیہ کی سرحدوں کو مزید کم کر دیا۔ فرانسیسی، برطانوی اور روسی افواج نے مختلف علاقوں میں مداخلت کی اور سلطنت عثمانیہ کی زمینوں پر قبضہ کر لیا۔ ان جنگوں کے نتیجے میں سلطنت عثمانیہ کی معاشی حالت بگڑنے لگی، اور اس کی فوجی طاقت میں کمی آئی۔

5. پہلی جنگ عظیم اور عثمانی سلطنت کا خاتمہ

پہلی جنگ عظیم کے دوران، سلطنت عثمانیہ نے جرمنی اور اس کے اتحادیوں کا ساتھ دیا، لیکن جنگ کے نتائج عثمانی سلطنت کے حق میں نہیں تھے۔ اس جنگ کے دوران اور اس کے بعد، مغربی اقوام نے عثمانی سلطنت کو کمزور کر دیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ جنگ کے اختتام پر عثمانی سلطنت کو مصلحتی امن معاہدوں کے تحت تقسیم کر دیا گیا۔ *1920* میں **سایکس پیکو معاہدہ** اور بعد ازاں **لوزان معاہدہ** نے سلطنت عثمانیہ کی آخری باقیات کو بھی ختم کر دیا اور اس کے علاقے جدید ترکی، شام، عراق، فلسطین اور عرب دنیا میں تقسیم ہو گئے۔

6. سلطنت عثمانیہ کی تقسیم اور اس کا اثر

پہلی جنگ عظیم کے بعد عثمانی سلطنت کو مغربی اقوام کے مفادات کے مطابق تقسیم کیا گیا۔ برطانیہ اور فرانس نے اپنے اثر و رسوخ کو بڑھانے کے لیے عرب دنیا اور مشرق وسطیٰ کے اہم علاقوں پر قبضہ کیا۔ عثمانی سلطنت کے علاقے فلسطین، عراق اور شام کو برطانیہ اور فرانس نے اپنی کالونیاں بنا لیا۔ ان علاقوں میں مغربی طاقتوں کی مداخلت نے نہ صرف سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ کیا بلکہ اس خطے میں آج تک جاری رہنے والی سیاسی بے چینی اور جنگوں کی بنیاد بھی رکھی۔

7. نتیجہ*:*

سلطنت عثمانیہ کا زوال ایک طویل اور پیچیدہ عمل تھا جس میں مغربی اقوام کی مداخلت کا اہم کردار تھا۔ مغربی طاقتوں نے عثمانی سلطنت کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے سیاسی، اقتصادی اور فوجی اثرات کو کمزور کیا اور اسے تقسیم کیا۔ یہ مداخلت صرف سلطنت عثمانیہ کے زوال کا باعث نہیں بنی، بلکہ اس نے مشرق وسطیٰ اور بالکان کے خطے میں مغربی طاقتوں کا اثر و رسوخ بھی بڑھایا، جس کے دور رس اثرات آج تک محسوس کیے جاتے ہیں۔

Q.3

لیبیا کے اقتصادی وسائل پر تبصرہ کریں نیز پاکستان کے لیبیا کے ساتھ تعلقات کا جائزہ لیں۔

Ans:

لیبیا کے اقتصادی وسائل پر تبصرہ

لیبیا شمالی افریقہ کا ایک اہم ملک ہے جس کے پاس قدرتی وسائل اور معدنیات کی بھرپور مقدار ہے۔ اس ملک کے اقتصادی وسائل کا انحصار زیادہ تر تیل اور قدرتی گیس پر ہے، جو اس کی معیشت کا اہم حصہ ہیں۔ لیبیا میں موجود قدرتی وسائل اور ان کے اثرات پر تفصیل سے نظر ڈالی جائے تو چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

1. تیل اور قدرتی گیس:

لیبیا دنیا کے ان ممالک میں شامل ہے جہاں تیل کے وسیع ذخائر موجود ہیں۔ اس کا تیل دنیا بھر میں معروف ہے، اور یہ ملک اپنے تیل کی پیداوار کی وجہ سے عالمی معیشت میں اہم مقام رکھتا ہے۔ لیبیا کے تیل کے ذخائر کے حوالے سے یہ افریقی ممالک میں سب سے بڑا ملک ہے اور دنیا کے سب سے بڑے تیل پیدا کرنے والے ممالک میں شامل

studyvillas.com

ہے۔ لیبیا کا تیل خاص طور پر اپنے کم سلفر والے تیل کے لیے مشہور ہے، جس کا استعمال عالمی سطح پر بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔

لیبیا میں تیل کی صنعت کا آغاز 1950 کی دہائی میں ہوا، اور اس کے بعد تیل کی پیداوار نے لیبیا کی معیشت کو ایک نئی جہت دی۔ تیل کی پیداوار اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی نے لیبیا کی معیشت کو مضبوط کیا، تاہم، یہ انحصار تیل کی عالمی قیمتوں پر بھی تھا، جو وقتاً فوقتاً متغیر رہتی ہیں۔

قدرتی گیس بھی لیبیا کے اقتصادی وسائل میں شامل ہے اور یہ تیل کے ساتھ ساتھ اہم توانائی کے ذرائع فراہم کرتی ہے۔ لیبیا کی گیس کی پیداوار زیادہ تر یورپی ممالک اور دیگر عالمی منڈیوں میں برآمد کی جاتی ہے۔

2. زرعی وسائل:

اگرچہ لیبیا کی معیشت زیادہ تر تیل اور قدرتی گیس پر انحصار کرتی ہے، لیکن اس ملک میں زرعی پیداوار بھی موجود ہے۔ تاہم، لیبیا میں زرعی زمین کی کمی اور قدرتی آفات کی وجہ سے زرعی شعبہ اتنا زیادہ ترقی نہیں کر سکا۔ زیادہ تر زرعی پیداوار صحرا کے کنارے اور آبی وسائل سے فائدہ اٹھا کر کی جاتی ہے۔ وادی جفارہ اور دیگر آباد علاقوں میں اناج، سبزیاں اور پھل پیدا کیے جاتے ہیں، لیکن یہ پیداوار تیل کی صنعت کے مقابلے میں نسبتاً کم اہمیت رکھتا ہے۔

3. معدنی وسائل:

لیبیا میں تیل اور قدرتی گیس کے علاوہ بھی کچھ معدنی وسائل پائے جاتے ہیں۔ ان میں سونے، چاندی، اور دیگر قیمتی دھاتوں کے ذخائر شامل ہیں، تاہم ان معدنیات کی پیداوار اتنی زیادہ نہیں ہے جتنی کہ تیل اور گیس کی ہے۔ اس کے باوجود، یہ وسائل ملک کی معیشت میں ایک معاون کردار ادا کرتے ہیں۔

4. معاشی چیلنجز:

لیبیا کی معیشت کو اس کے داخلی سیاسی بحرانوں اور جنگوں کی وجہ سے شدید نقصان پہنچا ہے۔ 2011 میں معمر قذافی کے دور حکومت کے خاتمے کے بعد ملک میں سیاسی عدم استحکام رہا، جس کی وجہ سے تیل کی پیداوار اور دیگر اقتصادی سرگرمیاں متاثر

ہوئیں۔ عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتوں میں کمی اور داخلی شورشوں نے لیبیا کی معیشت کو شدید نقصان پہنچایا۔

پاکستان اور لیبیا کے تعلقات کا جائزہ

پاکستان اور لیبیا کے تعلقات تاریخی طور پر دوستانہ اور تعاون پر مبنی رہے ہیں، خاص طور پر 20ویں صدی کے آخر اور 21ویں صدی کے آغاز میں۔ ان تعلقات کی بنیاد مختلف سیاسی، اقتصادی، اور ثقافتی شعبوں میں تعاون پر تھی۔

1. سیاسی تعلقات:

پاکستان اور لیبیا کے سیاسی تعلقات وقتاً فوقتاً مستحکم رہے ہیں۔ 1970 کی دہائی میں لیبیا کے معمر قذافی نے پاکستان کے ساتھ اپنے تعلقات کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ قذافی حکومت نے پاکستان کو مختلف بین الاقوامی فورمز پر حمایت فراہم کی، اور دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے ساتھ سیاسی تعاون کو بڑھایا۔ پاکستان نے قذافی کے دور میں لیبیا کو دفاعی شعبے میں تعاون فراہم کیا، اور دونوں ممالک نے اپنے تعلقات کو معاشی اور تجارتی سطح پر بھی مستحکم کیا۔

2. معاشی تعلقات:

پاکستان اور لیبیا کے درمیان معاشی تعلقات کی بنیاد بنیادی طور پر تیل کی تجارت اور تعمیرات پر تھی۔ پاکستان نے لیبیا میں مختلف ترقیاتی منصوبوں میں کام کیا، جن میں سڑکوں کی تعمیر، تعلیمی اداروں کی تعمیر، اور دیگر بنیادی ڈھانچے کے منصوبے شامل تھے۔ لیبیا نے پاکستانی کمپنیوں اور ورک فورس کے لیے اپنی مارکیٹ کھول رکھی تھی، اور پاکستان سے مختلف تعمیراتی اور انجینئرنگ خدمات حاصل کرتا تھا۔

پاکستان نے لیبیا میں کام کرنے والے اپنے شہریوں کی ہنر مندی کے ذریعے بھی لیبیا کی اقتصادی ترقی میں حصہ ڈالا۔ پاکستانی مزدوروں نے لیبیا میں تعمیراتی اور دیگر شعبوں میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ، پاکستان نے لیبیا کو تعلیم اور صحت کے شعبے میں بھی تعاون فراہم کیا۔

3. دفاعی تعلقات:

پاکستان اور لیبیا کے دفاعی تعلقات بھی اہم رہے ہیں۔ دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے ساتھ فوجی تعاون بڑھایا، اور پاکستان نے لیبیا کو فوجی تربیت فراہم کی۔ پاکستان اور لیبیا کے درمیان اسٹریٹجک تعلقات بھی مستحکم تھے، اور دونوں ممالک نے خطے کی سلامتی اور استحکام کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ کام کیا۔

4. لیبیا کے بحران کا اثر:

2011 میں لیبیا میں سیاسی بحران اور معمر قذافی کی حکومت کا خاتمہ پاکستان کے لیے ایک چیلنج بن گیا۔ اس بحران نے لیبیا میں پاکستانی شہریوں اور مزدوروں کی زندگی کو متاثر کیا۔ پاکستان نے اپنے شہریوں کو لیبیا سے نکالنے کے لیے آپریشن کیا، اور پاکستان اور لیبیا کے تعلقات میں ایک وقفہ آیا۔

5. مستقبل کے تعلقات:

پاکستان اور لیبیا کے تعلقات میں نیا باب کھولنے کے لیے دونوں ممالک کے درمیان اقتصادی، تجارتی اور ثقافتی تعلقات کو مزید مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ لیبیا کی تعمیر نو اور استحکام کے دوران، پاکستان کو لیبیا کے ساتھ اپنی موجودگی کو دوبارہ مستحکم کرنے کے لیے مختلف شعبوں میں تعاون کو فروغ دینا ہوگا۔ پاکستان کو لیبیا میں انفراسٹرکچر کی ترقی، توانائی کے شعبے اور زرعی ٹکنالوجی میں سرمایہ کاری کی طرف توجہ دینی ہوگی۔

نتیجہ:

لیبیا کے پاس قدرتی وسائل کی بہتات ہے، خاص طور پر تیل اور گیس، جو اس کی معیشت کے اہم ستون ہیں۔ تاہم، داخلی سیاسی عدم استحکام اور جنگوں نے اس کی معیشت کو شدید متاثر کیا ہے۔ پاکستان اور لیبیا کے تعلقات تاریخی طور پر مستحکم رہے ہیں، اور دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے ساتھ مختلف شعبوں میں تعاون کیا ہے۔ مستقبل میں، پاکستان کو لیبیا کے ساتھ اپنے تعلقات کو مزید مستحکم کرنے کے لیے نئی حکمت عملی اپنانا ہوگی تاکہ دونوں ممالک کی معیشت کو فائدہ پہنچ سکے۔

Q.4

مصطفی کمال اتاترک کی سیاسی اصلاحات کا تنقیدی جائزہ لیں۔

Ans:

مصطفی کمال اتاترک کی سیاسی اصلاحات کا تنقیدی جائزہ

مصطفی کمال اتاترک، جو ترکی کے بانی اور پہلے صدر کے طور پر مشہور ہیں، نے سلطنت عثمانیہ کے زوال کے بعد جدید ترکی کی بنیاد رکھی۔ ان کی سیاسی اصلاحات نے ترکی کو ایک جدید، سیکولر اور جمہوری ریاست بنانے کی کوشش کی۔ تاہم، ان اصلاحات کا مختلف زاویوں سے جائزہ لیا جا سکتا ہے، جس میں ان کی کامیابیاں، چیلنجز اور ان کے دور حکومت کے اثرات شامل ہیں۔

1. سیکولر ریاست کا قیام:

اتاترک کی سب سے بڑی سیاسی اصلاحات میں سے ایک سیکولر ریاست کا قیام تھا۔ انہوں نے سلطنت عثمانیہ کے مذہبی قوانین اور اداروں کو ختم کر دیا اور ترکی کو ایک ایسی ریاست میں تبدیل کیا جس میں مذہب کو حکومت کے معاملات سے علیحدہ کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں:

- **مذہبی اثرات کا خاتمہ:** اتاترک نے اسلامی قانون (شریعت) کو ترک کر دیا اور سیکولر قوانین متعارف کرائے۔ اس کا مقصد ترکی کو ایک جدید، ترقی یافتہ اور مغربی دنیا کے ہم پلہ بنانا تھا۔
- **مذہبی اداروں کی محدودیت:** اتاترک نے مذہبی اداروں کو سرکاری معاملات سے الگ کر دیا، جیسے کہ خلافت کا خاتمہ اور مذہبی اسکولوں کو بند کرنا۔
- **نتائج:** ان اصلاحات نے ترکی کی ترقی کو ایک نئی سمت دی، لیکن مذہب کی اہمیت ترک قوم کی ثقافت کا ایک حصہ تھی، اور اس نے بعض حلقوں میں

مزاحمت کو جنم دیا۔ کئی لوگوں نے اسے اپنی ثقافت اور مذہبی عقائد کے خلاف سمجھا۔

2. تعلیمی اصلاحات:

اتاترک نے ترکی میں تعلیمی نظام میں بڑی تبدیلیاں کیں۔ ان اصلاحات کا مقصد ملک کو جدید تعلیم کے معیار پر لانا تھا تاکہ لوگ جدید سائنس، ٹیکنالوجی اور مغربی فلسفہ سے آشنا ہوں۔

- **نیا نصاب:** نئے نصاب کے تحت، اسلامی تاریخ اور مذہب کی تعلیم کی جگہ جدید سائنسی، فلسفی اور ادبی مضامین کو شامل کیا گیا۔
- **یونیورسٹیز کا قیام:** انہوں نے مختلف جدید یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لایا تاکہ نوجوان نسل کو جدید تعلیم حاصل ہو۔
- **نتائج:** تعلیم کے میدان میں اتاترک کی اصلاحات نے ترک معاشرے کو جدید تعلیم کی طرف راغب کیا، لیکن بعض لوگ اس بات پر تنقید کرتے ہیں کہ اس سے مذہبی تعلیمات اور ثقافتی ورثے کو نظرانداز کیا گیا۔

3. خلافت کا خاتمہ:

اتاترک نے *1924* میں خلافت کا خاتمہ کر دیا، جس کے بعد عثمانی خلافت کا *600* سالہ دور اختتام پذیر ہوا۔ خلافت کا خاتمہ ایک اہم سیاسی اصلاح تھی جس کا مقصد ترک معاشرتی اور سیاسی نظام میں جدیدیت لانا تھا۔

- **سیکولر حکومت کا قیام:** خلافت کے خاتمے کے ساتھ ہی ایک نئے سیکولر ریاستی نظام کی بنیاد رکھی گئی، جس میں حکومت مذہبی اداروں سے آزاد تھی۔
- **نتائج:** خلافت کا خاتمہ ترک عوام میں مذہبی جذبات کی مخالف تھا، اور اس سے ایک طبقے میں مذہبی قیادت کے خلاف مزاحمت پیدا ہوئی۔ یہ فیصلہ اتاترک کے لیے ایک اہم کامیابی تھی، لیکن اس کا عوامی ردعمل متضاد رہا۔

4. قانونی اصلاحات:

اتاترک نے ترک قانون کو جدید بنانے کے لیے اہم اصلاحات کیں۔ انہوں نے عثمانی خلافت کے اسلامی قوانین کی جگہ جدید مغربی قوانین کو متعارف کرایا۔

- **یورپی قانون کا نفاذ:** اتاترک نے سوئس سویل کوڈ کو ترکی میں نافذ کیا، جو کہ ایک سیکولر اور جدید قانونی نظام کی عکاسی کرتا تھا۔
- **خاندانی قوانین:** خواتین کے حقوق میں بہتری لانے کے لیے اتاترک نے خواتین کے لیے نئے خاندانی قوانین متعارف کرائے، جن میں وراثت، طلاق اور شادی کے حوالے سے مساوات شامل تھی۔
- **نتائج:** اس اصلاحات نے ترکی میں خواتین کے حقوق میں بہتری لائی، لیکن کچھ حلقوں نے ان اصلاحات کو ترک معاشرتی روایات کے خلاف سمجھا اور ان پر تنقید کی۔

5. ترک زبان کی اصلاحات:

اتاترک نے ترکی زبان میں ایک اصلاحاتی پروگرام شروع کیا تاکہ اسے مزید سادہ اور جدید بنایا جا سکے۔ ان کا مقصد تھا کہ ترکی زبان کو جدید علوم کے اظہار کے لیے قابلِ استعمال بنایا جائے اور اس کی ترقی کی راہ ہموار کی جائے۔

- **لغت کا سادہ کرنا:** اتاترک نے زبان میں عربی اور فارسی کے غیر ضروری الفاظ کو نکال کر ان کی جگہ ترکی کے الفاظ کو شامل کیا۔
- **نیا رسم الخط:** انہوں نے عربی رسم الخط کی جگہ لاطینی رسم الخط کو متعارف کرایا تاکہ ترکی کی تحریری زبان مغربی دنیا کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔
- **نتائج:** اس اصلاحات نے ترکی کی زبان کو جدید بنایا، لیکن کچھ لوگوں نے اس تبدیلی کو ثقافتی ورثے کی توہین سمجھا، خاص طور پر وہ لوگ جو عربی رسم الخط کے عادی تھے۔

6. نظریہ قومیت اور ترکی کی قومی شناخت:

اتاترک نے ترک قومیت کا نظریہ اپنایا اور ترکی کو ایک یکجہتی، قومی ریاست بنانے کی کوشش کی۔ اس نے ترک لوگوں کو ایک مشترکہ شناخت دینے کے لیے بہت سی اصلاحات کیں۔

- **ترک قومیت کا قیام:** اتاترک نے ترک شناخت کو مستحکم کرنے کے لیے ترکی کے تمام شہریوں کو ایک قومی شناخت دینے کی کوشش کی، چاہے وہ کسی بھی نسلی یا مذہبی پس منظر سے تعلق رکھتے ہوں۔

- **نتائج:** اس نظریے نے ترک معاشرے میں یکجہتی کو فروغ دیا، لیکن بعض اقلیتی گروہ، خاص طور پر کرد اور ارمنیوں کے ساتھ یہ اصلاحات مشکلات کا باعث بنیں، کیونکہ ان اصلاحات کے دوران ان کے حقوق کو محدود کیا گیا۔

7. اتاترک کے دور میں جمہوریت اور عوامی حقوق:

اتاترک نے ترکی میں جمہوریت کی بنیاد رکھی اور پارلیمنٹ کا قیام عمل میں لایا۔ انہوں نے ترکی کے آئین میں تبدیلیاں کیں تاکہ ملک کو ایک جمہوری ریاست بنایا جا سکے۔ تاہم، ان کی حکومت میں شخصی حکمرانی اور سیاسی آزادیوں کی کمی رہی۔

- **شخصی حکمرانی:** اتاترک نے ترک سیاست میں ایک مرکزی قوت کے طور پر اپنا کردار مستحکم کیا اور کچھ عرصے تک ملک میں ایک جماعتی نظام کو چلایا۔
- **نتائج:** اتاترک کی حکومت نے ترکی کو سیاسی استحکام فراہم کیا، لیکن اس کے ساتھ ہی ان کے دور میں سیاسی آزادیوں کی کمی اور اپوزیشن کو دبایا گیا، جو کہ جمہوریت کے اصولوں کے برعکس تھا۔

نتیجہ:

اتاترک کی سیاسی اصلاحات نے ترکی کو ایک جدید، سیکولر اور جمہوری ریاست بنانے کی کوشش کی۔ ان اصلاحات نے ترکی کو عالمی سطح پر ایک نئی پہچان دی اور اس کی معیشت، سیاست اور سماج میں تبدیلیاں لائیں۔ تاہم، ان اصلاحات پر تنقید بھی کی گئی ہے کیونکہ بعض اصلاحات نے ترک معاشرتی اور ثقافتی ورثے کو متاثر کیا، خاص طور پر مذہب اور زبان کے حوالے سے۔ ان کی اصلاحات کے نتیجے میں ترکی میں کئی مسائل اور مزاحمت بھی سامنے آئی، خاص طور پر مذہبی حلقوں اور اقلیتی گروہوں کی طرف سے۔ اس کے باوجود، مصطفی کمال اتاترک کی اصلاحات نے ترکی کو ایک طاقتور اور خود مختار ملک بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

Q.5

درج زیل پر مختصر نوٹ لکھیں

تیونس اور پاکستان کے تعلقات

شاہ حسین کا دور حکومت

سوڈان کی سیاسی جماعتیں

Ans:

تیونس اور پاکستان کے تعلقات

پاکستان اور تیونس کے تعلقات کی تاریخ دوستانہ اور باہمی تعاون پر مبنی رہی ہے۔ دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے ساتھ مختلف بین الاقوامی فورمز پر تعاون کیا ہے اور کئی شعبوں میں آپس میں اشتراک کیا ہے۔

سیاست و اقتصادی تعلقات:

پاکستان اور تیونس کے درمیان سفارتی تعلقات *1950* کی دہائی میں قائم ہوئے، اور دونوں ممالک نے اپنے تعلقات کو مضبوط بنانے کے لیے مسلسل کوششیں کیں۔ پاکستان اور تیونس کے درمیان تجارت اور سرمایہ کاری کے حوالے سے کئی مواقع پیدا ہوئے ہیں، تاہم دونوں ممالک کے درمیان تجارتی حجم محدود رہا ہے۔

پاکستان نے ہمیشہ تیونس کے اندرونی معاملات میں اس کی خودمختاری کا احترام کیا اور تیونس کو مختلف بین الاقوامی فورمز پر حمایت فراہم کی۔ *2011* میں تیونس میں عوامی احتجاج اور انقلاب کے بعد پاکستان نے تیونس کی جمہوریت کے فروغ میں تعاون فراہم کیا اور اس کی مدد کی۔

:تعلیمی اور ثقافتی تعلقات

پاکستان اور تیونس کے درمیان تعلیمی اور ثقافتی تعلقات بھی قابل ذکر ہیں۔ دونوں ممالک نے مختلف تعلیمی اداروں میں طلباء کے تبادلے اور ثقافتی پروگراموں کو فروغ دینے کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ تیونس میں پاکستانی کمیونٹی بھی موجود ہے، جو دونوں ممالک کے درمیان ثقافتی رابطوں کو مزید مستحکم کرتی ہے۔

:دفاعی تعلقات

پاکستان اور تیونس کے دفاعی تعلقات بھی اہم رہے ہیں۔ پاکستان نے تیونس کو فوجی تربیت اور دفاعی تکنالوجی فراہم کی ہے، اور دونوں ممالک نے اپنے دفاعی تعاون کو بڑھانے کے لیے مختلف معاہدے کیے ہیں۔

:مستقبل میں تعلقات

پاکستان اور تیونس کے تعلقات میں مزید بہتری کی گنجائش ہے، خاص طور پر تجارتی اور اقتصادی سطح پر۔ دونوں ممالک کو اپنے تعلقات کو مستحکم کرنے کے لیے باہمی تجارت، ثقافتی روابط اور دفاعی تعاون پر توجہ دینی ہوگی۔

شاہ حسین کا دور حکومت

شاہ حسین اردن کے ایک اہم حکمران تھے جنہوں نے اردن کے سیاسی اور اقتصادی حالات میں نمایاں تبدیلیاں کیں۔ شاہ حسین کا دور حکومت *1952* سے *1999* تک جاری رہا، اور ان کی قیادت میں اردن نے مختلف داخلی اور خارجی چیلنجز کا سامنا کیا۔

:داخلی اصلاحات

شاہ حسین نے اپنے دور میں اردن میں کئی اہم اصلاحات کیں۔ انہوں نے ملک کی معیشت کو مستحکم کرنے کے لیے مختلف اقدامات کیے اور انڈسٹری اور زرعی شعبوں کو فروغ دیا۔ ان کی حکومت نے تعلیم اور صحت کے شعبوں میں بھی سرمایہ کاری کی، جس کے نتیجے میں اردن کے شہریوں کی زندگی میں بہتری آئی۔

:خارجی پالیسی

شاہ حسین کی خارجہ پالیسی نے اردن کو ایک متوازن نقطہ نظر اپنانے کی اجازت دی۔ انہوں نے فلسطینی مسئلے کے حل کے لیے اپنی حمایت کا اظہار کیا اور فلسطینی تنظیموں کے ساتھ روابط قائم کیے۔ شاہ حسین نے اس بات کو یقینی بنایا کہ اردن کا علاقائی کردار مضبوط ہو اور عرب دنیا میں اس کی آواز سنی جائے۔ ان کے دور حکومت میں اردن نے اسرائیل کے ساتھ ایک معاہدہ کیا، جسے *1994* میں "وادی عرابہ معاہدہ" کے طور پر جانا جاتا ہے۔

مسائل و چیلنجز:

شاہ حسین کا دور حکومت مختلف بحرانوں سے گزرا۔ انہوں نے *1967* کی عرب اسرائیل جنگ اور *1970* کی سیپیڈو جنگ میں اردن کی قیادت کی، جس کے نتیجے میں ان کی حکومت کو فلسطینی جماعتوں کے ساتھ کشیدگی کا سامنا رہا۔ ان بحرانوں کے باوجود، شاہ حسین نے اپنے ملک کو سیاسی استحکام فراہم کیا اور اردن کی بین الاقوامی سطح پر شناخت کو مستحکم کیا۔

شاہ حسین کی وراثت:

شاہ حسین کی قیادت میں اردن نے کئی بحرانوں کا سامنا کیا، لیکن انہوں نے اپنے ملک کو استحکام کی راہ پر گامزن کیا۔ ان کی پالیسیوں نے اردن کو عرب دنیا میں ایک اہم طاقت اور اسٹریٹجک اتحادی بنا دیا۔

سوڈان کی سیاسی جماعتیں

سوڈان کی سیاسی جماعتوں کا کردار ملک کی سیاست میں انتہائی اہم رہا ہے۔ سوڈان کی سیاسی تاریخ کئی دہائیوں تک سیاسی بحرانوں، جنگوں اور فوجی حکومتوں سے بھری ہوئی ہے، لیکن سوڈان کی سیاسی جماعتوں نے ہمیشہ جمہوریت کے حصول اور عوامی حقوق کی جنگ لڑی ہے۔

موجودہ سیاسی جماعتیں:

سوڈان میں مختلف سیاسی جماعتیں موجود ہیں جو ملک کی سیاست میں سرگرم ہیں۔ ان جماعتوں کا اہم مقصد ملک میں جمہوریت اور امن کا قیام ہے، لیکن ان کے مابین شدید اختلافات بھی ہیں۔

1. **التحریر پارٹی *(Al-Tahreer Party):*** یہ پارٹی سوڈان کے جدیدیت اور جمہوریت کے فروغ کے لیے سرگرم ہے۔ اس کا مقصد سوڈان کی معاشی اور سیاسی اصلاحات ہے۔

2. **المؤتمر الوطني *(National Congress Party):*** یہ جماعت سوڈان کے سابق صدر عمر البشیر کی حکمران جماعت تھی اور *2019* میں اس کے اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ اس جماعت کے سیاست میں اثر و رسوخ کو کم کرنے کے بعد ملک میں نئی سیاسی جماعتوں نے ابھرنا شروع کیا۔

3. **سوڈانی عوامی پارٹی *(Sudanese People's Party):*** اس پارٹی کا مقصد سوڈان کے عوامی حقوق کا تحفظ اور جمہوریت کا قیام ہے۔ یہ پارٹی سوڈانی عوام کی آزادی اور حقوق کے لیے سرگرم ہے۔

ماضی کی سیاسی جماعتیں:

سوڈان میں ماضی میں مختلف سیاسی جماعتوں نے اہم کردار ادا کیا، جن میں **السودانیہ کا محاذ آزادی** اور **المؤتمر الشعبی** شامل ہیں۔ ان جماعتوں نے سوڈان کی آزادی اور جمہوریت کے لیے اہم جدوجہد کی۔

سیاسی بحران اور جماعتوں کا کردار:

سوڈان میں سیاسی جماعتوں کا کردار اہم رہا ہے، خاص طور پر *2019* کے بعد، جب سوڈان میں عوامی احتجاج اور حکومت کے خلاف انقلاب نے فوجی حکومت کو ختم کر دیا۔ اس انقلاب کے بعد، مختلف سیاسی جماعتیں اور تنظیمیں حکومت سازی میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں، اور ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لیے جدوجہد جاری ہے۔

نتیجہ:

سوڈان کی سیاسی جماعتیں ملک کے جغرافیائی، ثقافتی اور مذہبی تنوع کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف نظریات اور مقاصد کے تحت کام کرتی ہیں۔ ان جماعتوں کا مقصد سوڈان کی سیاست میں استحکام اور جمہوریت کو فروغ دینا ہے۔

studyvillas.com